Al-Azhār
ISSN (Print): 2519-6707
Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/249
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.249

Title Social etiquette and Islamic teachings in human civilization

Author (s): Dr.Razia Shabana،Dr.Fayyaz Ahmad Farooq،Afifa Rashid

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr.Razia Shabana،Dr.Fayyaz Ahmad Farooq،Afifa Rashid "Social etiquette and Islamic teachings in human civilization Al-Azhār:7no,2(2021):47-66

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تہذیب انسانی میں معاشرتی آداب اور اسلامی تعلیمات

Social etiquette and Islamic teachings in human civilization

*ڈاکٹر رضیہ شبانہ

**ڈاکٹر فیاض احمد فاروق

*** عفیفہ رشید

Abstract:

Man's social life is a mirror of his civilization & culture and from this civilized life, man is identified. Morality and literature is such a context whose importance in human life cannot be denied and these morals and etiquette have become the main axis of human life. Literature and manners, dignity and decency, directness and purity, high morals and eloquent humility & humility and self-sacrifice, etc. are all basic features of Islamic civilization. These are the characteristics of Islamic life that create an extraordinary attraction in human life from which not only Muslims but also non-Muslims are attracted That is why social etiquette is defined with these aims of polite discourse, love, respect for humanity, humility and self-sacrifice. Manners in a person's social life are in fact his identity. This article examines in detail the social etiquette and its manifestation, including conversation, greeting, regard, smile and desserts. These are the basic etiquettes that become the hallmark of human civilization and social life. These are the Islamic principles and etiquette that distinguish Islamic civilization from other civilizations.

Keywords

Literature, the purposes of literature, the manifestations of etiquette, Islamic civilization

……………………………………………………………………………

* اسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان

*** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، وومن یونیورسٹی مردان

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات میں پیدا کیا اور پھر اس کو جینے کا سلیقہ عطا کیا تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرسکے۔ انسان کی اجتماعی زندگی میں معاشرت سب سے اہم تصور کی جاتی ہے اور معاشرتی زندگی کی پہچان اس کی تہذیب و تمدن سے ہوتی ہے۔ زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھانا اور کامیاب زندگی گزارنا سب کا حق ہے۔ یہ صرف اُسی وقت تک ممکن ہے جب ہم زندگی کا سلیقہ جانتے ہوں، کامیاب زندگی کے اُصول و آداب سے واقف ہوں اور ان اُصول و آداب سے اپنی زندگی کو آراستہ اور شائستہ بنانے کی کوشش میں سرگرم عمل بھی ہوں۔ ادب وسلیقہ، وقار وشائستگی، نظامت وپاکیزگی، تمیز و حسن انتخاب، عالی ظرفی، شریں کلامی تواضع اور انکساری، ایثار و قربانی وغیرہ سب اسلامی تہذیب کے بنیادی خدوخال ہیں۔ یہ اسلامی زندگی کے وہ دلکش خدوخال ہیں جن کی بدولت انسانی زندگی میں غیر معمولی کشش پیدا ہوجاتی ہے جس کی طرف نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم بھی بے اختیار مائل ہوجاتے ہیں۔ جو تہذیب زندگی کو نکھارنے، سنوارنے اور غیر معمولی جاذبیت سے آراستہ کرنے کے لیے انسانیت کو یہ بیش بہا اُصول و آداب عطا کرتی ہے وہ یقیناراہبر انسانیت کے لیے بہترین ثابت ہوسکتی ہے۔

ذیل میں سب سے پہلے ادب کا مفہوم واضح کرتے ہیں اور بعد میں معاشرتی آداب اور اس کے مظاہر پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

ادب کا مفہوم: اردو لغات میں ادب کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں مختصر اردو لغت میں ادب کے تین معنی بیان ہوئے ہیں۔ "۱۔ ہر چیز کا اندازہ اور حد قائم کرنا ۲۔ قائدہ تمیز ۳۔ سلام ۴۔ لٹریچر"[1]

اسی طرح مختصڑ اردو لغت میں آداب کے جو معنی بیان ہوئے ہیں

تہذیب، شائستگی، حفظ مراتب، لحاظ اور تمیز[2] گویا ادب کے معنی کسی کی عظمت و بزرگی کا پاس و احترام، تعظیم، پسندیدہ طریقہ، ضابطہ یا سلیقہ، قاعدہ اور قرینہ کے لیے جاسکتے ہیں۔

ادب کا اصطلاحی مفہوم

ادب کی اصطلاحی تعریف میں علماء کی مختلف آرا ملتی ہیں۔ علامہ مرتضیٰ زبیدیم ۱۲۰۵ھ اپنی کتاب تاج

العروس میں لکھتے ہیں. **الادب ملكة تعصم من قامت به عما يشينه**۔[3]

"ایک ایسا ملکہ ہے کہ جس کے ساتھ قائم ہوتا ہے ہر ناشائستہ بات سے اس کو بچاتا ہے"۔

ابو زید انصاری نے ادب کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

الادب يقع على كل رياضه محموده يتخرج بها الانسان فی فضيله من الفضائل۔4

"ادب ایک ایسی اچھی ریاضت ہے جس کی وجہ سے انسان بہتر اوصاف سے متصف ہوتا ہے"۔

ابن الاکفانی کے نزدیک:

وهو علم يتعرف منه التفاهم عما فی الضمائر بادلة الالفاظ والكتابة۔ وموضوعه الفظ والخط ومنفعته اظهار مافی نفس انسان[5]

"علم ادب ایسا علم ہے جس کے ذریعے سے الفاظ اور کتابت کے ذریعے اپنا مافی الضمیر دوسروں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ اور اس کا موضوع لفظ اور خط ہے۔ اس کا فائدہ مافی الضمیر کا اظہار ہے"۔

یعنی اپنے مافی الضمیر کو قرینے اور سلیقے سے بیان کرنا۔ کلام خواہ نثر ہو یا نظم، اس کے الفاظ نپے تلے ہوں، مفہوم واضح، اچھوتا اور دلنشین ہو، اسے ادب کہا جاتا ہے۔

ادب خوب صورت پیرائے میں اظہار مدعا کا جبکہ دراصل اخلاق کے چہرے کا حسن اور زبان کی زینت کا نام ہے۔ کسی زبان کا ادب اس کی ثقافت کا بہترین عکس ہوتا ہے۔ ادب ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں کسی قوم کی ثقافت تہذیب وتمدن، اس کے اخلاق، ماحول کا معیار اور اس معاشرے کی بلندی یا پستی دیکھی جاسکتی ہے۔

ادب اخلاق کا دوسرا نام ہے اور اخلاق میں بھی ادب کے معنی بیان کیے جاتے ہیں۔ حافظ ابن قیم جوزی اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"'دین اسلام خلق ہی کا دوسرا نام ہے اور تصوف کی حقیقت بھی خلق کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پس جو شخص جس قدر اخلاق حسنہ کا مالک ہوگا اسی قدر دین اور تصوف میں بھی بلند ہے"۔[6]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اخلاق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"خلق انسان کی اس کیفیت کا نام ہے جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف کو جدوجہد کر کے اپنی جانب راجع کرے"۔[7]

امام غزالی احیائے علوم الدین میں خلق کی بڑی عمدہ تعریف کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"خلق نفس کی اس ہیئت راسخہ کا نام ہے جس سے تمام افعال بلا تکلیف صادر ہوں اگر یہ افعال عقلاً اور شرعاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیت کو خلق نیک اور اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو اس ہیئت کو خلق بد کہتے ہیں۔"[8]

ہر انسان کی طبیعت میں اخلاقی مادہ موجود ہوتا ہے اور اسی بنا پر انسان سے اعمال کا ظہور ہوتا ہے لیکن صرف طبیعت میں محرکات اَخلاقEthical Motivesموجود ہونے سے انسان خوش اخلاق نہیں ہو جاتا۔ جب تک وہ اخلاق کے اصول نہ ہوتے اور وہ غلطیاں جو کسی طاقت کے اندھا دھند استعمال سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سے دور نہ رہے۔ لہٰذا علم الاخلاق ایسا ضابطہ قانون ہے جس پر عمل کرنے سے ایک شخص انسان کامل Perfect Manبن جاتا ہے۔ جس قدر جو شخص ضابطہ اخلاق کا زیادہ پابند ہو گا اسی قدر وہ باکمال ہو گا۔ درست ونادرست افعال میں اعتبار، افعال و کردار کی رہبری کے لئے معین اصول و قوانین، ان قواعد وضوابط میں دقت نظر کے ساتھ غوروخوض اور اس قسم کے سوچ و بچار کے مجموعہ کا نام علم الاخلاق ہے۔[9]

مقدمہ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ اخلاقی عمل اور اخلاقی نشوونما کی جھلک معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں موجود ہے۔ خاندان، ریاست اور نظام اجتماعی دوسری صورتوں کا اخلاق سے اس قدر گہرا تعلق ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ معاشرے کا وجود اس کے بغیر ممکن نہیں تو مبالغہ نہ ہو گا آگے چل کر ابن خلدون کہتا ہے کہ افراد کے تعلقات باہمی، حقوق و فرائض اور خیر و شر کے تمام مسائل اخلاق سے متعلق ہیں اور جب سے معاشرہ وجود میں آیا ہے کہ ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں اس لئے اخلاقی عمل معاشرتی جدوجہد کا جزو لاینفک کہا جاسکتا ہے۔ انسان فطرتاً اجتماع کی جانب میلان رکھتا ہے۔[10]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اخلاق کی غرض و غایت "سعادت حقیقی کا حصول" اور "مثل اعلیٰ" تک رسائی کو سمجھتے ہیں اور سعادت پر ایک مستقل بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ واضح رہے کہ انسان میں ایک بہت بڑا کمال ودیعت ہے جس کا تقاضہ اس کی صورت نوعیہ کرتی ہے یعنی انسان جس ہیت وصورت کی وجہ سے انسان کہلاتا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ اس میں یہ عظیم الشان کمال موجود ہو جس سے تمام مخلوق الٰہی محروم ہے اور اسی کا نام سعادت حقیقی ہے"۔[11]

تنہا اخلاقی خطبات، پند و نصائح اور کتاب اخلاق انسان کو نیکوکار اور بااخلاق نہیں بناسکتے بلکہ ضرورت

ہوتی ہے کہ کسی نیک صاحب کردار کی صحبت میں بیٹھے علم الاخلاق کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ وہ شریف طبیعت انسانوں کو حسن عمل کا درس دے اور نیکوکاری واستقامت پر ان کو آمادہ کرے سلیم الفطرت انسان کو اخلاق کریمانہ کا گرویدہ اور شیدائی بنائے اور یہ کسی شخص کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

معاشرتی آداب کے مقاصد

انسانی زندگی کا ایک اہم جز فطری ضروریات کی تکمیل اور جذبات کا اظہار کرنا ہے۔ جو یہ اظہار اخلاق وآداب کے دائرہ میں ہوتا ہے۔ جب انسان زندگی میں کامیاب ہوتا ہے تو وہ اپنے جذبات میں خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ خوشی انسان کا ایک طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے، دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید حدود وشرائط کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار، غیر مطلوب سنجیدگی، ہر وقت کی مردہ دلی اور افسردگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کر دیں۔ وہ خوشی کے تمام جائز مواقع پر خوشی منانے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں، تازہ ولولوں اور نئی امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔ جائز مواقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔

انسان کی معاشرتی زندگی اس کی تہذیب وثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے اور اسی تہذیبی زندگی سے انسان کی پہچان بھی ہوتی ہے۔ اس پہچان کو بہتر بنانے کے لیے انسان اچھے عادات اختیار کرتا ہے تاکہ وہ اپنے کردار سے اپنی پہچان کو عمدہ بنا سکے۔ اخلاق وادب ایک ایسا قرینہ ہے جس کی انسانی زندگی میں اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہی اخلاق وادب انسانی زندگی کا بنیادی محور بن جاتا ہے۔ ذیل میں معاشرتی اداب کے چند مقاصد کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ انسانی زندگی میں ادب کی اہمیت کو واضح کیا جا سکے۔

۱۔ شائستہ گفتگو ۲۔ الفت ومودت ۳۔ احترام انسانیت ۴۔ تواضع وانکساری ۵۔ ایثار وقربانی

۱۔ شائستہ گفتگو

انسانی شخصیت کی پہچان اس کے طرز تکلم اور گفتگو سے ہوتی ہے۔ گفتگو میں لب ولہجہ، الفاظ کا انتخاب اور موقع محل کے اعتبار سے گفتگو کرنا انسانی شخصیت کا خاصا سمجھا جاتا ہے۔ شائسہ گفتگو انسانی اخلاقی اقدار کی بنیاد سمجھی جاتی ہے، کیونکہ کسی بھی شخص کی پہچان اس کی گفتگو سے ہوتی ہے اور انداز گفتگو سے ہی

شخصیت کا تاثر قائم ہوتا ہے۔اس لیے قرآن کریم میں لوگوں سے اچھی گفتگو کی تعلیم دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[12]

" لوگوں سے اچھی باتیں نرمی اور خوش خُلقی کے ساتھ کرنا"۔

اسی طرح اسوہ حسنہ میں بھی اس کی تعلیم ملتی ہے۔نبی کریم ﷺ ہمیشہ نرم اور شیریں کلام کرتے تھے۔آپ ﷺ کی گفتگو مختصر مگر جامع ہوتی تھی،لب و لہجہ ایسا شیریں ہوتا کہ سننے والے محو ہو جاتے تھے۔نرم اور شائستہ گفتگو کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

لایدخل الجنة الجواظ ولا الجعظری۔قال والجواظ الغلیظ الفظ13

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ترش رو بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہو گا اور نہ تکبر سے چلنے والا اور جواظ کا مفہوم ہے سخت مزاج اور بد خلق"۔

عام گفتگو میں لب و لہجہ شائستہ ،نرم اور دلنشین ہونا چاہیے۔گفتگو بامعنی ہونی چاہیے اور دوران گفتگو مناسب الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے۔ایسے الفاظ سے پرہیز کرنی چاہیے جن سے کسی کی دل شکنی اور دل آزاری ہو اور ایسے الفاظ کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے جس سے نرم رویوں کی پہچان اور محبت کا اظہار ہو۔

۲۔الفت ومودت

انسان کی معاشرتی زندگی میں پیار ومحبت،الفت ومودت اور رحم دلی کی اس قدر تاکید کی گئی ہے جس قدر اسلام نے اخلاق حسنہ کی تعلیم دی ہے۔اسلام نے جہاں اجتماعی زندگی میں باہمی تعلق کی اہمیت کو بیان کیا ہے وہیں انسانوں کے دلوں میں محبت و الفت اور پیار و درگزر کا عنصر بھی انسانی طبیعت میں ودیعت کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی پر اپنے اس انعام کا ذکر ان الفاظ میں کیا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ 14

"اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت

سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنّم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ"۔

انسانی زندگی میں آپس کے تعلقات ایسے ہونے چاہیے جس سے محبت و ہمدردی کے جذبات نمایاں ہوں تاکہ وہ ایک دوسرے کی تکلیف کو سمجھ سکیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

قال رسول اللهﷺ ترى المومنين فى تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضوا تداعى له، سائر جسده بالسحر والحمى[15]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے ایسے میں نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت کو بیان کرتے ہوئے نبی کرجم ﷺ نے ارشاد فرمایا. **عن ابى موسى عن النبىﷺ قال:المومن للمومن كالبنيان يشد بعضه بعضا ثم شبك بين اصابه**[16]

"حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو کینچی کی طرح کر لیا"۔

گویا مسلمانوں کے آپس کے تعلقات محبت و الفت کے ہونے چاہیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ، ہمدرد، جانثار، دکھ درد، رنج و الم میں کام آنے والے، مونس اور ایک دوسرے کے غم گسار بن کے رہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان کے ہر طبقے میں اچھی معاشرتی زندگی گزارنے کے لیے اس کے دل میں محبت و مودت اور اخوت جیسی صفات پیدا کی جائیں اور ان کی اخلاقی، فکری اور روحانی تربیت کی جائے تاکہ وہ ان آداب کے ساتھ اپنی تہذیبی زندگی میں کمال حاصل کر سکیں۔

۳۔ احترام انسانیت

احترام انسانیت وہ بنیادی خوبی ہے جس سے انسانیت کا دوام وابستہ ہوتا ہے اور حقیقت میں شرف

انسانیت کا مطلب ہی احترام انسانیت ہے۔ انسانیت سے مراد ہر شخص کی بلا تفریق عزت و احترام ہر انسان پر ضروری ہے اس لیے تمام مذاہب اور ثقافتوں میں احترام انسانیت کا درس دیا جاتا ہے۔ اسلام نے احترام انسانیت کا نہ صرف درس دیا بلکہ اس پر انتہائی عمل پیرا ہونے کا حکم بھی دیا۔ احترام کی صفت اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے ایک ایسی خوبی ہے جو انسانی باہمی روابط کی بنیاد بنتی ہے اس لیے ہر انسان شریعت اسلامیہ کی روشنی میں معزز و مکرم ہے۔ انسان کی معاشرتی زندگی میں یہ ضروری ہے اللہ کے احکامات کی تکمیل کرتے ہوئے انسانی عظمت کا خیال رکھا جائے۔ قرآن کریم میں بھی انسانی عظمت کا تصور ملتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا[17]

"اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے"۔

اسلام میں انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا گیا ہے اور اس کے احترام و اکرام کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اسلام نے انسانوں کی دل آزاری سے بچنے اور انسانی حقوق کے تحفظ پر بہت زور دیا ہے۔ انسان دوستی اور احترام انسانیت شریعت اسلامیہ کا بنیادی امتیاز ہے۔ اسلام امن، محبت، تحمل برداشت اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور ایک دوسرے کے عقائد و نظریات کا احترام سکھاتا ہے۔ اسلام میں انسانی جان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دین اسلام میں ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔

ارشاد ربانی ہے -**فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا**[18] "جس نے ایک انسان کا قتل کیا گویا اس نے پوری انسان کا قتل کیا"۔

انسانی جان کی عزت و حرمت کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا۔**عن ابن عمر ؓقال: قال النبي صلى الله عليه وسلم بمنى: "فإن الله حرم عليكم دماءكم واموالكم واعراضكم كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا**[19]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے تم پر تمہارا ایک دوسرے کا خون، مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن کو اس نے تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں حرمت والا بنایا ہے"۔

۴۔تواضع وانکساری

انسان کی تہذیبی زندگی میں تواضع اور انکساری کی بہت اہمیت ہے اس لیے اسلام کے اخلاقی تعلیمات اور معاشرتی آداب میں اس کو اختیار کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ یہ وہ معاشرتی آداب ہیں جو انسانی معاشرتی رویوں میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں اور اسی تبدیلی سے باہمی تعلقات میں آسانی اور بہتر معاشرتی رویے تشکیل پاتے ہیں۔ انسان کی ایسی کردار سازی کرنی چاہیے کہ وہ ادب واخلاق کو اختیار کرتے ہوئے تمام انسانوں کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آئیں اور اپنی زندگی کو تکبر وحسد سے جیسے اخلاقی رذائل سے محفوظ بنائیں۔ تواضع کا تصور قدیم انسانی تہذیبوں میں بھی ملتا ہے ول ڈیورانٹ، اپنی کتاب انسانی تہذیب کا ارتقاء میں لکھتا ہے

"تواضع کے اصول قدیم انسانوں میں بھی اتنے ہی پیچیدہ تھے جتنے ترقی یافتہ انسانوں میں، اگر گروہ کے سلام اور الوداعی طریقے تھے۔ دو افراد ایک دوسرے سے ملتے ہوئے آپس میں ناک رگڑتے، ایک دوسرے کو سونگھتے یا ایک دوسرے کو نرمی سے کاٹتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی چوما نہیں کرتے تھے۔ بعض گنوار قبیلے جدید انسان کے مقابلے میں زیادہ شائستہ تھے۔ بتایا گیا ہے کہ کھوپڑیوں کا شکار کرنے والے ڈیاک اپنی خانگی زندگی میں نہایت شریف اور پرامن تھے۔ اسی طرح وسطیٰ امریکہ کے انڈین سفید فاعوں کی اونچی گفتگو اور اکھڑ رویے کو بری تربیت اور غیر متمدن کلچر کی نشانیاں سمجھتے تھے"۔[20]

انسانی زندگی میں تواضع اور انکساری کی اہمیت نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔**الا اخبرکم باھل الجنة کل ضعیف متضاعف لو اقسم علی اللہ لا برہ الا اکبرکم باھل النارکل عتل جواظ مستکبر**[21]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھیں جنت والوں کی خبر نہ دوں، ہر کمزور تواضع کرنے والا اگر وہ قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کردے۔ کیا میں تمھیں جہنم والوں کی خبر نہ دوں ہر تندخو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر"۔

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اوحی الی اتواضعوا حتی لا یبغی احد علی احد و لا یفخر احد علی احد۔[22]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے وحی کی کہ تواضع اور انکساری اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے"۔

معلوم ہوا کہ عاجزی وانکساری کرنے والے شخص کی اللہ کے ہاں کتنی عزت افزائی کی جاتی ہے۔ اس لیے انسانی معاشرتی زندگی میں آداب اخلاق کے ساتھ یہ بات شامل ہونی چاہیے کہ تواضع اور انکساری کو اختیار کیا جائے۔ انسان جتنا منکسر المزاج ہوگا معاشرے میں اس کی قدر و منزلت اتنی زیادہ ہوگی۔

۵۔ ایثار و قربانی

دور جدید کا انسان مادیت پرست ہو گیا ہے دوسروں سے محبت کی جگہ خود غرضی نے لے لی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفس کی پیروی میں سرگرم اور دوسروں کی تحقیر و تذلیل میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ اسی خود غرضی نے پوری انسانیت میں بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اسلام نے انسانی رویوں کی تشکیل میں ایسے جذبات رکھے ہیں جس سے انسان آپس میں تعاون و ہمدردی اور ایثار و قربانی کے جذبات رکھتے ہیں۔ حسن اللغات میں ایثار کا یہ مطلب بیان ہوا ہے

"غیر کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور دوسرے کے نفع کو اپنے اوپر مقدم جاننا"۔[23]

ایثار کا مطلب ترجیح دینا یعنی کسی دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا اور اپنے مفاد کو کسی دوسرے کے مفاد پر قربان کر دینا۔ اردو میں لفظ قربانی بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے **وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ**[24]

"اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انہیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو"۔

ایثار و قربانی کسی فرد، جماعت، ملک و قوم اور بنی نوع انسان کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں یہ جذبہ تمام انسانیت کے لیے موجود ہے۔ انسانی اوصاف میں یہ صفت تمام اوصاف حمیدہ کی اصل ہے۔ ہمدردی، عفو و درگزر، صبر و تحمل، سخاوت، شجاعت اور عدل و امانت جتنے بھی انسانی اوصاف ہیں ان سب کا بنیادی اور اصل وصف ایثار ہے۔ جذبہ ایثار کے بغیر کوئی بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی، صرف وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو جذبہ ایثار و قربانی اور احترام انسانیت جیسے جذبات سے سرشار ہوتی ہیں۔ اسلامی تہذیب میں بھی اسی جذبہ ایثار و قربانی کی تعلیم دی جاتی ہے کہ اپنی ذات سے بڑھ کو دوسروں کو منفعت سے نوازا جائے۔

معاشرتی آداب کے مظاہر

انسان کی معاشرتی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معاشرتی زندگی کے جو مظاہر ہیں وہ حقیقت میں انسان کی پہچان بنتے ہیں۔ کہ انسان کی اجتماعی معاشرتی زندگی میں باہمی تعلقات کیسے یں اور وہ کون سے آداب ہیں جو انسان اپنی معاشرتی زندگی میں اختیار کرتے ہیں۔ ذیل میں ان معاشرتی آداب کے مظاہر کا جائزہ لیتے ہیں

ا۔کلام

انسانی معاشرت میں تعلقات کا آغاز باہمی کلام اور گفتگو سے ہوتا ہے اس لیے انسانی صفات میں ایک خصوصیت اس کی گفتگو ہے۔ انسان کو گفتگو کا طریقہ اور سلیقہ ہونا چاہیے کیونکہ ہر انسان اپنی گفتگو اور کلام سے سماج میں اپنی پہچان بناتا ہے۔ بہترین سلیقہ مند زبان، گفتگو اور الفاظ کا انتخاب اس بات کے ضامن ہوتے ہیں کہ انسان تعلیم یافتہ، سلیقہ مند اور مہذب ہے۔ انسانی تعلقات میں تبادلہ خیال اور زبان سے ادا کیے گئے الفاظ ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں، یہ تعلقات کے بناؤ یا بگاڑ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہر شخص کی گفتگو اس کی شخصیت کا عکس ہوتی ہے اور اچھے الفاظ کا انتخاب ہے اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ اچھے اور عمدہ اخلاق اور الفاظ ہمہ وقت اچھے روابط کو استوار کرنے میں تعمیری کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ اسلام مسلمانوں پر زور دیتا ہے کہ وہ عمدہ کردار سازی کریں اور اپنی گفتگو کے دوران حقیقت پسندانہ رویہ اپنائیں، خواہ گفتگو اپنوں کے ساتھ ہو یا دوسروں کے ساتھ۔ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَقُلْ لِّعِبَادِىْ يَقُوْلُوا الَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ[25] "اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ صرف اچھی باتیں کیا کریں"۔

آپس میں اچھی بات کرنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ **الكلمة الطيب صدقة**[26] "اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے"۔

اس کا مطلب یہ ہے گفتگو میں نرمی اور شیریں پن کا ہونا صدقہ یعنی نیکی ہے اللہ تعالی خوش کلامی سے راضی ہوتا ہے ایسے بندے پیارے لگتے ہیں کہ میٹھی زبان سے بات کرتے ہیں اور اپنے اچھی باتوں سے اپنے بھائی کا دل موہ لیتے ہیں۔ باہمی میل جول کا آغاز کلام سے کرنا یہ بھی معاشرتی آداب میں سے ہے اور پھر گفتگو

ایسی ہونے چاہیے جو مخاطب کو اچھی بھی لگے اور اس کے دل پر اثر بھی ڈالے۔ گفتگو میں یہی تاثیر ابدی تعلقات کی بنیاد بھی بنتی ہے اور مثالی معاشرتی زندگی کی پہچان بھی بنتی ہے۔

گفتگو کرنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں جن کی تفصیلات اسوہ حسنہ میں ملتی ہیں۔

۱۔ گفتگو نہایت وضاحت کے ساتھ ٹھہر کے کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

"ام المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے بلکہ آپ ایسی گفتگو کرتے جس میں ٹھہراؤ ہوتا تھا، جو آپ کے پاس بیٹھا ہوتا وہ اسے یاد کرلیتا۔"[27]

رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں ترتیل وترسیل پائی جاتی تھی. یعنی آپ ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔

عن جابر بن عبد الله يقول كان فی كلام رسول الله ﷺ ترتيل او ترسيل[28]

"حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں ٹھہراؤ ہوتا"۔

اسی مفہوم کو حضرت عائشہ اس طرح بیان کرتی ہیں۔**عن عائشه قال كان كلام رسول الله ﷺ كلاما فصلا يفهمه كل من سمعه**[29]"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا جس کو سن کر ہر شخص سمجھ لیتا تھا"۔

۲۔ اگر کسی مجلس میں تین شخص ایک صحبت میں ہو تو ایک سے الگ ہو کر دو شخصوں کو باہم سرگوشی نہیں کرنی چاہیے اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا

عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا ينتجى اثنان دون الثالث فان ذالک يحزنه[30]

"حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو آدمی اپنی تیسرے کو چھوڑ کر گفتگو نہ کریں اس سے وہ رنجیدہ ہو گا"۔

۳۔ گفتگو کو تصنع اور تکلف سے خالی ہونا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس طرز تکلم کو ناپسند فرمایا

عن ابی ہريره قال قال رسول الله ﷺ من تعلم صرف الكلام ليسبى به قلوب الرجال او الناس لم يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا[31]

"روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے گفتگو کا ہیر پھیر اس لیے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کے دل موہ لے تو اللہ قیامت کے روز اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کرے گا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ باہمی گفتگو اچھی، نرم اور خوش کن ہونے چاہیے تاکہ جس سے سننے والے کو کوئی بات، لفظ یا لب ولہجہ گراں نہ گزرے اور اچھی گفتگو انسانی شخصیت اور باہمی تعلقات میں دوام کو برقرار رکھے۔

۲۔سلام

انسانی تہذیبوں میں ہر ایک تہذیب میں یہ طریقہ رہا ہے کہ دو لوگ جب بھی ملتے وہ ایک دوسرے کے لیے عزت و تکریم کے حوالے سے کچھ الفاظ کا استعمال کرتے۔ان الفاظ کا انتخاب مخاطب کے حسب نسب کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔مگر اسلامی تہذیب میں حسب نسب کے فرق کو ختم کرتے ہوئے تمام انسانوں کو ایک آدم کی اولاد قرار دیا اور اور تمام بنی آدم کی عزت و تکریم کو تسلیم کیا جس سے نسلی تعصب کا بھی خاتمہ ہوا۔اسلام میں انسانی گفتگو کے آغاز کے لیے بہترین کلام یعنی سلام کو متعارف کرایا تاکہ ہر امیر و غریب دوست اور دشمن کو ایک دوسرے کے لیے محفوظ ومامون قرار دیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ اسلام سلامتی کا دین ہے۔اس لیے انسانی گفتگو کا بہترین آغاز سلام یعنی السلام وعلیکم کے ذریعے ہوتا ہے۔

اہل عرب کے ہاں بھی ایک دوسرے کو بوقت ملاقات دعا کا تصور ملتا ہے کہ وہ زندگی کی دعا دیتے تھے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے.**وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا**[32]"اور جب تم کو کوئی دعا دے تو جواب میں تم اس سے بہتر کلمے سے اسے دعا دو یا انہیں لفظوں سے دعا دو"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

عن ابي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:"والذي نفسي بيده لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا افلا ادلكم على امر إذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم".[33]

"ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے:تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ،اور تم کامل مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھنے لگو۔کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگو گے تو تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو:آپس میں سلام کو عام کرو"۔

سلام کا عام کرنا باہمی محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور باہمی الفت و محبت کمال ایمان اور اللہ جل شانہ کے دین اور کلمہ کی سربلندی کا سبب ہے، آپ پیار و محبت سے کام نکال سکتے ہیں جو طاقت و قوت سے نہیں نکال

سکتے۔ آج اگر مسلمان باہمی اختلافات، نفاق، شقاق اور بغض و کینہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو سلام کو عام کریں اور ایک دوسرے سے تعلقات میں محبت قائم کریں۔ اس سے یہ تمام معاشرتی برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

۳۔اکرام واحترام

اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس کے تمام اعضاء کو قابل احترام قرار دیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ کہا ہے۔ فرمایا: **الخلق کلھم عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ انفعھم لعیالہ**-[34] "تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرے"۔

اس لیے ہر شخص کو معاشرے کے بے سہارا اور کمزور افراد کی مدد کرنی چاہیے۔ انسانی ہمدردی اور احترام کو اپنی زندگی کا شعار اور مقصد بنانا چاہیے تاکہ معاشرے کے تمام انسان ایک دوسرے کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کریں، عداوت و نفرت اور بغض و حسد سے بچیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لنسانہ ویدہ، والمھاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ۔[35]

بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایؤمن احد کم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ۔[36]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔

۴۔ابتسام

انسان کی ادبی زندگی کی ایک خوبی ہے کہ جب ایک شخص کسی دوسرے شخص سے ملتے وقت اپنے چہرے کو پر تبسم بنائے اور اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دے اور یہ مسکراہٹ ایسی ہونی چاہیے جیسے کسی شخص کا تازہ پھولوں سے استقبال کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرتی آداب میں سے ہے کہ مسکراتے ہوئے چہرے سے کسی کو

خوش آمدید کہا جائے۔اس طرز عمل سے جہاں دلوں میں محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں وہیں اسلام نے اس طرز عمل کو نیکی قرار دیاہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

عن ابی ذرقال قال النبیﷺلا تحقرن احدکم شیئا من المعروف وان لم یجد فلیلق اخاہ بوجہ طلق[37]**.** "حضرت ابوذرؓروایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺنے ارشاد فرمایا:تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی بھی نیک کام کو حقیر نہ سمجھے،اگر کوئی نیک کام نہ مل سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملے"۔

مسکراہٹ ایک انمول تحفہ ہے،پرکشش راز،دلوں کو جوڑنے والا مختصر ترین راستہ اور مسکراہٹ صالح صحت کی علامت ہے۔لبوں پر تبسم اور مسکرانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ﷛أَنَّهُ قَالَ : مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ[38]

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزؓ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

جب ایک انسان دوسرے سے ملے تو مسکرا کر ملنا چاہیے۔[39]جب دوستوں کی محفل میں بیٹھیں تو ہنسنے یا تمسخر کی بجائے تبسم اور مسکرانا چاہیے۔[40]

یہ ایک معاشرتی ادب ہے کہ آپ کے چہرے پر تبسم اور مسکراہٹ ہونی چاہیے۔اتنے زور سے نہیں ہنسنا چاہیے کہ کوئی شخص اس میں تمسخر محسوس کرے بلکہ آپ کی مسکراہٹ میں بھی اعدال ہونا چاہیے۔اس لیے تبسم بھی ایک معاشرتی ادب ہے جو انسان کی شخصیت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

۵۔طعام

انسانی زندگی میں جہاں باہمی تعلقات اور گفتگو کی اہمیت ہے وہیں خوراک اور لباس کی بھی اپنی اہمیت ہے۔خواہ روزمرہ خوراک کا حصول ہو یا طعام ہو یا خصوصی موقع کے لیے دعوت کا انتظام ہو اس کے لیے سب سے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ رزق حلال کا انتظام کیا جائے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ[41]

"اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائیں ہیں ان کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر بھی ادا کرو"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رزق حلال کے اہتمام پر زور دیا گیا ہے اور پھر عبادت کا حکم ہے گویا رزق حلال کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ رزق حلال کا حصول بہت ضروری ہے اور پھر خود بھی کھانا چاہیے اور دوسروں کو بھی اپنے کھانے میں شریک کرنا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ طعام کے لیے بھی کچھ آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ذیل میں ان کو پیش کرتے ہیں

کھانا ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔[42] ٹیک لگا کر کھانا کھانا بھی آداب طعام کے منافی ہے۔[43] کھانے کے بعد ہاتھ ضرور دھو لینے چاہیے کیونکہ اگر ہاتھ میں کھانے کی چکنائی باقی رہ گئی تو ممکن ہے کے اس کی بو پا کر کوئی جانور ہاتھ میں کاٹ نہ لے۔[44] کھانے کے بعد دعا بھی مانگنی چاہیے۔[45]

خلاصہ بحث

انسانی زندگی میں حقیقی نکھار اس کے تہذیب و تمدن سے وجود میں آتا ہے۔ تہذیب انسان کی زندگی گزارنے کے طریقے و سلیقے کو واضح کرتی ہے۔ اسی تہذیبی زندگی سے انسان کی حقیقی پہچان بنتی ہے اور اخلاق اقدار و روایات فروغ پاتی ہیں۔ انسان کا اچھا کردار اس کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے جس میں انسان کی تعلیم و تربیت اور اور اس کے ادب و آداب کا کافی اثر ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں بھی ادب کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ انسانی زندگی میں اچھے اخلاق و کردار کے لیے ادب کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ دیکھا گیا ہے کہ انسان کی تہذیبی زندگی میں ان آداب کی کیا اہمیت ہے اور اس سے انسان کی شخصیت سازی میں کیا اثر پڑتا ہے۔ انسان کو گفتگو کرنے کا طریقہ اور سلیقہ آجاتا ہے، باہمی تعلقات میں باہمی محبت اور بھائی چارے کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر انسان ایک دوسرے کی عزت و تکریم کرنا شروع کر دیتا ہے۔ انسانی زندگی میں تواضع اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے جس سے تحمل اور برداشت کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور اس سے معاشرے میں امن و سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑھ کر انسان میں ایثار و قربانی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور انسان اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینے لگ جاتے ہیں جس سے انسانی زندگی میں حقیقی چاشنی پیا ہو جاتی ہے۔ اس تحقیق میں کچھ معاشرتی آداب کے مظاہر کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ انسان کی تہذیبی زندگی میں ان آداب کو کیسے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس لیے کلام یا گفتگو بہت اہم تسلیم کی جاتی ہے انسانی تعلقات میں تبادلہ خیال اور زبان سے ادا کیے گئے الفاظ ایک اہم حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ہر شخص کی

گفتگو اس کی شخصیت کا عکس ہوتی ہے۔ گفتگو میں الفاظ اور لب ولہجہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس لیے اچھے الفاظ کا انتخاب شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے اور اچھے روابط کو استوار کرنے میں تعمیری کردار بھی ادا کرتا ہے۔اس کے لیے اسلام نے بہترین طریقہ سلام کا بتایا ہے تاکہ آپ کی گفتگو کا آغاز ہی سلامتی سے ہو۔اس لیے سلام کو بھی ادب کے قرینوں میں بنیادی مقام حاصل ہے۔باہمی تعلقات میں عزت و تکریم کے جذبات ہونے چاہیے اور خندہ پیشانی، مسکراہٹ اور تبسم سے ایک دوسرے سے ملنا اور تبادلہ خیال کرنا چاہیے تاکہ زندگی کے حقیقی لطف سے لطف اندوز ہوا جاسکے۔دراصل یہ اسلامی تہذیب کے وہ بنیادی خدوخال ہیں جو اسلام انسان کی تہذیبی اور معاشرتی زندگی میں پسند کرتا ہے اور ان اصول کو معاشرت کا حصہ بنا کر انسان اپنی تہذیبی زندگی میں اعلی مقام بھی حاصل کرسکتا ہے۔

حواشی

[1] مختصر اردو لغت، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، طبع سوم، نئی دہلی، ۲۰۰۹ء ص ۲۰
Mukhtasar Urdu Lughat, Qoumi Council Baray Faroogh Urdu Zaban, Issue 3, New Dehli, 2009, p20

[2] ایضا

Ibid

[3] مرتضی الزبیدی، تاج العروس، الکویت: مطبعۃ حکومۃ، ۲۰۰۴ء، ج: ۲، ص ۱۲
Murtaza Zubaidi, Taj-ul-Aroos, Alkuwet: Matba Hakooma, 2004, Jild 2, p 12

[4] ایضا

Ibid

[5] ابن الاکفانی، محمد بن ابراہیم بن ساعد الانصاری، قاہرہ: دار الفکر العربی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۹
Ibn-e-Alkafani, Muhammad Bin Ibrahim Bin Saad al-Ansari, Qahira: Dar-ul-Fikar Al-Arbi, 1990, p 109

[6] جوزی، ابن قیم، زاد المعاد، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۴۵۰
Jozi, Ibne Qayim, Zaad-ul-Ma'ad, Nafees Academy Karachi, 1990, p 450

[7] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، زم زم پبلشرز کراچی، ص ۲۵۴
Shah Wali Ullah, Hujjat-u-Allah Al-Baligha, Zam Zam Publishers Karachi, p 254

[8] امام غزالی، احیائے علوم الدین، دار الاشاعت کراچی، ج ۳، ص ۳۹
Imam Ghazali, Ahyaye Uloom-ud-Din, Dar-ul-Ishat Karachi, Jild 3, p 39

[9] قادری، سید حسین، امام غزالی کا فلسفہ مذہب واخلاق، ندوۃ المصنفین دہلی، ص ۳۳۴
Qadri, Syed Hussain, Imam Ghazali ka Falsafa Mazhab o Akhlaq, Nadva-tul-Musnifeen Dehli, p334

[10] ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی کراچی، ج ۲، ص ۱۳۵

Ibne Khuldoon, Mudadima Ibne Khuldin, Nafees Academy Karachi, Jild 2, p 134

[11] قادری، سید حسین،، امام غزالی کا فلسفہ مذہب و اخلاق، ص ۳۴۸

Qadri, Syed Hussain, Imam Ghazali ka Falsafa Mazhab o Akhlaq, p 348

[12] البقرہ، ۲: ۸۳

Al-Baqra, 2: 83

[13] امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، حدیث نمبر ۴۸۰۱

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, Bab fi Husan al Khulq, Hadith 4801

[14] آل عمران، ۳: ۱۰۳

Al-Imran, 3: 103

[15] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث نمبر ۶۰۱۱

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Adab, Bab Rehmat Anaas wal Bahaim, Hadith 6011

[16] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب وتعاون المومنین بعضھم بعضا، حدیث نمبر ۶۰۲۶

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Adab, Bab wa Ta'awun al Momineen Ba'zohum Ba'zan, Hadith 6026

[17] بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۰

Bani Israil, 17: 70

[18] المائدہ، ۵: ۳۲

Al-Maida, 5: 32

[19] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: {یا أیھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرا منھم} إلی قولہ: فأولئک ھم الظالمون '، حدیث نمبر ۶۰۴۳

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Adab, bab Qaul Allah Tala Fa'olaika Hum alzalimoon, Hadith 6043

[20] ول ڈیورانٹ، انسانی تہذیب کا ارتقاء، فکشن ہاؤس لاہور، ص ۸۷

Will Durant, Insani Tehzib ka Irtaqa, Fiction House Lahore, p 87

[21] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الکبر، حدیث نمبر ۶۰۷۰

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Adab, bab Al-kibar, Hadith 6070

[22] امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التواضع، حدیث نمبر ۴۸۹۵

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, bab fi al-tawazeh, Hadith 4895

[23] حسن اللغات، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص ۹۳

Hussan al Lughaat, I'tiqaad Publishing House New Dehli, 2004, p 983

[24] الحشر، ۵۹: ۹

Al-Hashr, 59: 9

[25] بنی اسرائیل، ۱۷: ۵۳

Bani Israil, 17: 53

[26] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب من اخذ بالرکاب ونحوہ، حدیث نمبر ۲۹۸۹

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Jihad wa'al syar, Bab min Akhaza Bil rikab, Hadith 2989

27 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی کلام النبی ﷺ، حدیث نمبر ۳۶۳۹

Imam Tirmidhi, Sunnah Tirmidhi, Kitab ul Manaqib, bab fi kalam Al-Nabi, Hadith 3639

28 امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب الھدی فی الکلام، حدیث نمبر ۴۸۳۸

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, bab al-Huda fi Kalam, Hadith 4838

29 امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب الھدی فی الکلام، حدیث نمبر ۴۸۳۹

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, bab al-Huda fi Kalam, Hadith 4839

30 امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب التناجی، حدیث نمبر ۴۸۵۱

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, bab al-tanaji Hadith 4851

31 امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی المتشدق فی الکلام، حدیث نمبر ۵۰۰۶

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul Adab, bab ma ja'a fil Mutshaddaq fi kalam, Hadith 5006

32 النساء، ۴: ۸۶

Al-Nisa, 4: 86

33 امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب ابواب النوم، باب فی إفشاء السلام، حدیث ۵۱۹۳

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab abwab al-Naum, bab fi Ifsha Al-salam, Hadith 5193

34 امام شافعی، حسن علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ج۸، ص۳۴۹، حدیث:۱۳۷۰۷

Imam Shafi, Hasan Ali bin Abi Bakar bin Suleman, Majma Al-Zawaid, Maktaba Rehmania Lahore, Jild 8, p 349, Hadith 13707

35 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، حدیث: ۱۰

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Iman, bab Al-Muslim mun salim al-Muslimoon, Hadith 10

36 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ، حدیث: ۱۳

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Kitab ul Iman, bab min al-Iman, Hadith 13

37 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الاطعمہ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی اکثار ماء المرقۃ،، حدیث نمبر ۱۸۳۳

Imam Tirmidhi, Sunnah Tirmidhi, Kitab al At'ima bab Maja fi Iksaar, Hadith 1833

38 امام ترمذی، جامع الترمذی، باب فی بشاشۃ النبی ﷺ، حدیث نمبر ۳۶۴۱

Imam Tirmidhi, Sunnah Tirmidhi, bab fi Bashasha al-Nabi, Hadith 3641

39 عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي (امام بخاری، الجامع الصحیح، باب التبسم والضحک، حدیث نمبر ۶۰۸۹) "حضرت جریرؓ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا جب بھی آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرا کر دیکھا"۔

Imam Bukhari, Al-Jame al Sahih, Bab al-Tabasum, Hadith 6089

40 عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْهُ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ (امام ترمذی، جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، حدیث نمبر ۲۸۵۰) "حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں سو بار سے بھی زیادہ مرتبہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا آپ ﷺ کے صحابہ شعر کہتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں کیا کرتے تھے آپ خاموش رہتے کبھی کبھار ان کے ساتھ مسکرا لیا کرتے تھے"۔

Imam Tirmidhi, Sunnah Tirmidhi, bab maja fi Inshad, Hadith 2850

[41] البقرۃ، ۲: ۱۷۲

Al-Baqra, 2: 172

[42] سم اللہ، و کل بیمینک، و کل مما یلیک امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیہ علی الطعام والاکل بالیمین، حدیث نمبر ۵۳۷۶) اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ البرکۃ تنزل وسط الطعام، فکلوا من حافتیہ ولا تاکلوا من وسطہ(امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الاشربہ، حدیث ۳۷۷۲)

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab al-Ashriba, Hadith 3772

[43] عن ابی جحیفہ یقول قال رسول اللہ ﷺ انی لا کل متکئا (امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل متکئا، حدیث نمبر ۵۳۹۸)

[44] عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من نام وفی یدہ غمر ولم یغسلہ فاصابہ شیئ فلا یلومن الا نفسہ(امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد کتاب الاطعمہ باب فی غسل الید من الطعام، حدیث ۳۸۵۲)

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab ul At'ima Bab Fi Ghusal, Hadith 3852

[45] الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا و رزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ(امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، حدیث نمبر ۳۴۵۸)

Imam Tirmidhi, Sunnah Tirmidhi, Kitab al-Dawa'at, Hadith 3458